روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | ہفتہ ۱۵ صفر ۱۴۱۳ھ، ۱۵ ظہور ۱۳۷۱ ہش، ۱۵ اگست ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۸۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خصوصی درخواست دعا

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب فرماتے ہیں:

عزیزم عباس احمد خان صاحب کا دل کا بائی پاس آپریشن ۱۲ اگست کو لندن میں ہوگیا۔ اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق کامیاب ہوا ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائے اور ان کی عمر میں برکت بخشے۔

عزیزم کرنل (ریٹائرڈ) مرزا داؤد احمد صاحب بھی بعارضہ قلب سی ایم ایچ راولپنڈی میں داخل ہیں۔ ان کی صحت اور عمر میں برکت کے لئے سب ہی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میرا مذہب بیماروں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے۔ اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اُن سے آگے بڑھ کر رجا پیدا ہو ورنہ اس میں تو آدمی زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اس جگہ سے اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے ایسے معاملات میں مولوی رُومی کا یہ شعر بہت پسند آیا ہے ؎

اے کہ خواندی حکمتِ یونانیاں　　حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اندر ہی اندر تصرّفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں۔ لیکن اکثر لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ در اصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۹۹-۳۰۰)

والدین کا خود متقی ہونا ضروری ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جب تک اولاد کی خواہش اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول ہے۔ بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ بنا دے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۰۰)

جب خدا پکڑتا ہے تو پھر کوئی بچا نہیں سکتا

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل

"ایک شہر میں ایک بڑا آدمی تھا۔ مجھ سے اس کی عداوت تھی۔ مجھے خیال آیا میں اس کے پاس گیا۔ وہاں لوگ جمع تھے۔ جوں جوں لوگ کم ہوتے جاتے میں آگے بڑھتا جاتا تھا۔ جب سب لوگ چلے گئے اور دو آدمی ایک اس کا منشی اور ایک شخص جو کہ میرے دوست تھے رہ گئے تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا۔ آج آپ کیسے آگئے۔ میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرنے والا کوئی نہیں۔ کوئی ناصح تو آپ کو نصیحت نہیں کر سکتا کیونکہ آپ بڑے آدمی ہیں مگر ہر ایک بڑے آدمی کے لئے اس کے شہر میں کھنڈرات اس کے لئے ناصح ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی یادگار نہیں۔ اس نے کہا مولوی صاحب! میرے آگے آئیے۔ میں بہت آگے بڑھا وہ مجھ کو اس کھڑکی کے بالکل پاس لے گیا جس میں بیٹھا کرتا تھا مجھے کہنے لگا کہ اور آگے ہو جیئے۔ میں اور آگے بڑھا اس نے پھر کہا کہ اور آگے ہو جیئے۔ اور آگے تو کیا ہوتا میں نے اس کھڑکی میں اپنے سر کو بہت قریب کر دیا۔ اس نے کہا کہ یہ جو آپ کے سامنے ایک محراب دار دروازہ نظر آتا ہے اس کا مالک میری قوم کا آدمی تھا اور وہ اتنا بڑا شخص تھا کہ ایک قسم کی سرخ چھتری جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا کرتا تھا تو اس کے اوپر لگا کرتی تھی اور میں سیاہ بھی نہیں لگا سکتا۔ اب اس کی بیوی میرے گھر میں برتن مانجنے پر ملازم ہے۔ یہ بھی سن لیجئے کہ میں اپنے اس تخت کو چھوڑ کر جو آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے ہمیشہ اس کھڑکی میں بیٹھا کرتا ہوں مگر اس تخت کو چھوڑنے اور اس کھڑکی میں بیٹھنے کی حقیقت مجھے آج ہی معلوم ہوئی ہے۔ پھر جب کچہری کا وقت ہو گیا میں اسی جوش میں کچہری گیا۔ رئیس شہر اکیلا تھا۔ میں نے وہی بات کہی تو رئیس نے مجھے ایک قلعہ دکھایا اور کہا کہ یہ اس شہر کے اصل مالک کا ہے جو اب کسی ذریعہ سے ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ پہاڑ جو آپ کے سامنے موجود ہے اس کا نام دھار انگر ہے۔ اس پر اتنا بڑا شہر آباد تھا کہ ہمارے شہر کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی۔ یہ مجلس بھی میرے لئے ہر وقت نصیحت ہے اور یہ تین ناصح ہر وقت نصیحت کے لئے میرے سامنے موجود رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ خوب سمجھے۔

جب خدا پکڑتا ہے تو پھر کوئی بچا نہیں سکتا۔ یاد رکھو جیسے گناہ کرتے ہو ان کی سزا پانے والے تمہاری آنکھ کے سامنے ہوتے ہیں پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔"

(خطبہ فرمودہ یکم نومبر ۱۹۱۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵- ظہور ۱۳۷۱ہش　۱۵- اگست ۱۹۹۲ء

اصلاح کا طریقِ کار

کوئی آدمی بھی اپنی ذات میں نہ اچھا ہے نہ بُرا ہے۔ اچھے کام کرتا ہے تو اچھا کہئے اور بُرے کام کرتا ہے تو بُرا کہہ لیجئے۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اچھا کام کرنے والا آدمی ہر کام اچھا ہی کرتا ہے یا بُرا کام کرنے والا آدمی ہر کام بُرا ہی کرتا ہے۔ بس ہماری نظر کی بات ہے۔ جو کام ہماری نظر میں آگیا ہے وہ اچھا ہے تو ہم نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اچھے کام ہی کرتا ہے اور اگر کوئی بُرا کام نظر میں آگیا تو ہم نے اسے بُرا آدمی کہنا شروع کر دیا۔ اگر بات کی گہرائی میں جایا جائے تو یہ بات ہے غلط۔ اور بالکل غلط۔

ہر شخص کی زندگی کے کئی پہلو ہیں۔ ہر شخص کو کئی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہر شخص کو کئی قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ کچھ اچھے کام کرتا ہے کچھ بُرے کام۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ اصلاح کے لئے بُرائی سے نفرت کرو۔ نہ کہ اس شخص سے جسے آپ بُرا سمجھتے ہیں۔ یا بُرا کہتے ہیں یا جو کوئی بُرا کام کرتا ہے۔ اصلاح کا یہ بنیادی فلسفہ ہے بُرائی سے نفرت کرو نہ کہ بُرا کام کرنے والے سے۔ بُرائی تو ہمیشہ بُرائی ہی رہے گی۔ لیکن بُرا کام کرنے والا بدل سکتا ہے۔ اور اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اچھے اچھے کام ہی کرے گا۔

اچھے اور بُرے کام کرنے والے لوگ زندگی کے ہر شعبہ میں ملتے ہیں۔ دراصل تو اچھے اور بُرے کام کی طرف انسان کو اس کا دل مائل کرتا ہے۔ وہ کہیں بھی ہو اور کچھ بھی کرے اگر دل صاف ہے اور نیک ہے تو اچھا کام کرے گا اور اگر دل میں میل ہے تو بُرائی کی طرف مائل ہو جائے گا۔ یہ جو دل کی بات ہم نے کی ہے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں نیّت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ نیّت نیک بھی ہو سکتی ہے اور بُری بھی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ کبھی نیّت ٹھیک ہوتی ہے اور کبھی اس میں جھول آ جاتا ہے۔ اور اسی کے مطابق انسان سے اس کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔

اگر بُرائی سے نفرت کرتے ہوئے بُرے آدمی سے پیار کیا جائے تو اس کی اصلاح کا راستہ آسان ہو جاتا ہے اور بے شک آغازِ کار میں اسے بُرا لگے لیکن بدل جانے کے بعد وہ اطمینان کا سانس لے گا۔ اور ممنون بھی ہوگا اور اسی طریق کو کام میں لاتے ہوئے وہ دوسروں کو بھی بُرے کام سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس طرح اصلاح کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ ایسی اصلاح ہی مفیدِ مطلب ہو سکتی ہے۔

کبھی زید آگئے کبھی بکر آگئے
یہ دونوں کسی کے تعاقب میں بھاگے
مگر چلتے چلتے انہیں اونگھ آئی
اور ایسے لگا جیسے سوئے نہ جاگے

ابوالاقبال

دریا کی لہریں ہیں میرے جذبوں کی تعبیر
ان کی ہیجانی کیفیت طوفاں کی تعمیر

قسمت تو ہر گام پہ کرتی ہے مجھ کو دلشاد
ناکامی کی صورت ڈھلتی ہے میری تدبیر

مَیں ڈرتا ہوں میری باتیں کر دیں گی بدنام
اِک چھوٹی سی نیکی کی جب کرتے ہو تشہیر

ان کی جھولی ڈال رہا ہوں میں ان کا انعام
میرے بوسیدہ دامن میں سجتی ہے تعزیر

مجھ کو میرے حال پہ چھوڑو مَیں ہوں عصیاں کا ُ
کس کس کے تم نام لگاؤ گے میری تقصیر

آگ اور خون کی ہولی کھیل کے کہلائیں انسان
حیوانوں کی شکل سے ملتی ہے ان کی تصویر

بھوکے ننگے لوگوں پر ہے غربت کا الزام
انسانوں کے ظلم نے کھوئی انساں کی توقیر

مجھ کو سیدھا سادہ جان کے لُوٹ رہا ہے کون
میری راہ میں کون بچھاتا ہے دامِ تزویر

کھلتی ہے تو آنکھ کھلتی ہے میری پرواز
اُڑتے اُڑتے تھک کر گرنا ہے جن کی تقدیر

جو کچھ بھی ہوں خاموشی سے کاٹ رہا ہوں دن
مجھ کو بھی معلوم نہیں مَیں خواب ہوں یا تعبیر

آپ نسیم کسی سے مستقبل کا پوچھیں کیوں
دیواروں پر لکھ دیتے ہیں قسمت کی تحریر

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

یَا مَنْ اَرٰی اَبْوَابَہٗ مُفْتُوحَۃً
لِلسَّائِلِیْنَ فَلَا تَرُدَّ دُعَائِیْ

اے وہ ذات جس کے دروازے میں سوالیوں کے لئے کھلے پاتا ہوں۔ پس میری دعا کو رد نہ فرما۔

اس شعر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے وہ خدا جس کے متعلق میں دیکھتا ہوں کہ مانگنے والوں کے لئے اس کے دروازے کھلے ہیں میری دعا کو بھی قبول فرما اور رد نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرتوں میں یقین کے لئے دعا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ انسان مانگتا ہے اور خدا دیتا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی کا تجزیہ کرے تو یہ بات کھل کر اس کے سامنے آئے گی کہ قدم قدم پر اور لمحہ بہ لمحہ اس کی خواہشات پوری ہوئی ہیں اور اس کی دعائیں قبول کی گئی ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے اور ابھی دعا کے رنگ میں وہ اس کے ہونٹوں پر نہیں آتی کہ وہ پوری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے دینے والے خدا کی حمد میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض اوقات یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی لیکن یہ ہمیشہ ہماری ہی کم فہمی کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ یا تو ہمیں وہی چیز مل جاتی ہے جو ہم مانگتے ہیں یا وہ تو نہیں ملتی لیکن اس سے کوئی بہتر چیز ہمیں مل جاتی ہے یا یہ دونوں باتیں تو نہیں ہوتیں لیکن کوئی بلا ہمارے سر سے ٹل جاتی ہے۔ اور ہماری زندگی پہلے سے بہتر ہو جاتی ہے۔ بعض مشکلات جو ابھی ہمیں نظر بھی نہیں آتیں لیکن آنے والی ہوتی ہیں وہ دور ہو جاتی ہیں اگر اس فلسفے کو مدنظر رکھا جائے تو انسان کبھی یہ نہ کہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اپنی دعاؤں کی طرف نظر کرنے سے انسان خوب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر دعائیں قبول کرتا ہے اور کس طرح انسان کی قدم قدم پر مدد کرتا ہے لیکن اس شعر میں ایک اور بات کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماحول پر بھی نظر رکھے اپنے ارد گرد کے لوگوں کی زندگیوں کا بھی تجزیہ کرتا رہے تو اسے اس بات کا یقینی طور پر پتہ چلے گا کہ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے۔ وہ بہت کچھ پا لیتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اے خدا تیرے دروازے مانگنے والے کے لئے کھلے ہیں۔ اس بات کا احساس صرف اور صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے ماحول میں اور اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں کی زندگیوں کا بھی تجزیہ کرے۔ جوں جوں وہ ان کی زندگیوں کا تجزیہ کرے گا۔ اسے یہ بات کھل کر سامنے آتی نظر آئے گی کہ وہ مانگتے ہیں اور خدا دیتا ہے۔ اور اگر وہ مانگتے ہیں خدا دیتا ہے تو اسے اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ اگر وہ خود مانگے گا تو اسے بھی خدا دے گا۔ گویا کہ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کے دینے کی صفت کا تجزیہ نہ صرف اپنی ذات میں کرنے کی طرف اشارہ ہے بلکہ اپنے ماحول میں رہنے والے لوگوں کی ذات میں بھی دعا کے پورا ہونے کا تجزیہ بھی کرنے کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول کرتا ہے تو یقین ہے کہ ہر انسان کو اپنی اپنی جگہ پر اس بات کا خیال پیدا ہو اور یہ خیال بالکل درست ہے کہ اگر وہ دعا کرے گا تو اس کی دعا بھی قبول ہو گی یہ ایک ایسی بات ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر متوجہ کر دیتی ہے اور اس کا دل اس کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے۔

اے خدا تو ہمیں بھی توفیق عطا فرما کہ ہم تجھی سے مانگیں اور تو اپنے پاس سے ہمیں عطا فرماتا چلا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

کیا آپ نے حال ہی میں کوئی ایسی کتاب پڑھی ہے جس کا موضوع ہمارے قارئین کی اکثریت کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے یا جس سے علم میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ ہمیں اس کتاب کا نام اور اس کے موضوع سے مطلع فرمائیں۔ اگر ممکن ہو تو چند الفاظ میں اس کتاب کے موضوع کا خلاصہ بھی تحریر فرما دیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو چند دنوں کے لئے یہ کتاب ہمیں عاریتہً دے دیں ہم اسے پڑھ کر اور قارئین کے لئے اس کا خلاصہ تیار کر کے کتاب بحفاظت آپ کو واپس کر دیں گے۔ (ادارہ الفضل)

ارشادات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب:

تلقینِ عمل

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۵ اپریل ۱۹۵۲ء کو فرمایا جس وقت یہ زمین خریدی گئی تھی اس وقت میں نے تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ سے جو اس زمین کے خریدار تھے۔ یہ خواہش کی تھی کہ وہ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے لئے بھی ایک ایک ٹکڑا وقف کریں۔ چنانچہ بارہ بارہ کنال دونوں کے لئے وقف کی گئی۔ بارہ کنال زمین کے یہ معنی ہیں کہ ۶۵ ہزار مربع فٹ کا رقبہ ان کے پاس ہے۔ اگر اسے صحیح طور استعمال کیا جائے تو یہ بہت بڑے کام آسکتا ہے۔ مثلاً اس کے ارد گرد چار دیواری بنالی جائے تو آئندہ سالانہ اجتماع بجائے اس کے کہ کسی اور میدان میں کیا جائے بڑی عمدگی کے ساتھ اس جگہ ہو سکتا ہے۔ ۶۵ ہزار مربع فٹ میں سے اگر عمارتوں اور سڑکوں کو نکال لیا جائے مثلاً عمارتوں اور سڑکوں کے لئے ۲۵ ہزار مربع فٹ زمین نکال لی جائے تو ۴۰ ہزار مربع فٹ زمین باقی بچتی ہے۔ اور دس دس فٹ زمین ایک آدمی کے لئے رکھ دی جائے بلکہ پندرہ پندرہ فٹ زمین بھی ایک آدمی کے لئے رکھ دی جائے تو چالیس ہزار فٹ زمین میں اڑھائی تین ہزار آدمی سو سکتا ہے اور اتنے نمائندے ہی اجتماع میں ہوتے ہیں۔ پھر اگر زیادہ نمائندے آجائیں تو سڑکوں وغیرہ کے لئے زمین کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ پھر پاس ہی انصار اللہ کا دفتر ہو گا۔ اگر دونوں مجالس کے سالانہ اجتماع ایک ہی وقت میں نہ ہوں تو چوبیس کنال زمین استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ انہیں ضرورت ہو تو تم اپنی جگہ انہیں دے دو اور تمہیں ضرورت ہو تو وہ اپنی جگہ تمہیں دے دیں۔ اسی طرح مقامی جگہ کی عظمت قائم ہو سکتی ہے۔ پس میرے نزدیک آپ لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ کسی نہ کسی قسم کی چار دیواری اس زمین کے ارد گرد ہو جائے خواہ وہ چار دیواری لکڑیوں کی ہی کیوں نہ ہو۔ بارہ کنال کی چار دیواری پر اڑھائی تین ہزار روپیہ خرچ آئے گا۔ بلکہ اس سے بھی کم اخراجات میں چار دیواری بن جائے گی۔

اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمایا۔ (پتھروں کی چار دیواری بارہ سو روپیہ میں بن جاتی ہے) اس پر حضور نے فرمایا میرے مکان کی چار دیواری کو لیا جائے تو یہ اندازہ بہت کم ہے اتنی رقم میں چار دیواری نہیں بن سکتی۔ (صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضور اس رقم میں صرف چار فٹ اونچی چار دیواری بنے گی۔ حضور نے فرمایا ہاں اگر چار فٹ اونچی چار دیواری بنائی جائے تو اتنی رقم میں کام ہو سکتا ہے لیکن چار فٹ اونچی چار دیواری سے پردہ نہیں ہوتا۔ بہرحال اگر چار دیواری بن جائے تو مرکز کا اثر بیرونی مجالس پر بڑھ جائے گا۔ عورتوں کے متعلق مجھے تجربہ ہے کہ جب وہ کوئی بنی ہوئی چیز دیکھتی ہیں تو پہلے سے بڑھ کر روپیہ خرچ کرتی ہیں اور نوجوانوں میں تو یہ سپرٹ زیادہ ہونی چاہئے۔ جب سالانہ اجتماع ہو گا خدام باہر سے آئیں گے اور چار دیواری بنی ہوئی دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ان کا روپیہ نظر آنے والی صورت میں لگ رہا ہے اور ان کا جوش بڑھ جائے گا۔ دفاتر میں جو روپیہ لگتا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ اگر تم کہو کہ دفتر میں کاغذ سیاہی قلم پنسل اور کارکنوں کی تنخواہوں پر روپیہ صرف ہوتا ہے تو چونکہ یہ خرچ انہیں نظر نہیں آتا وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا روپیہ صحیح طور پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو روپیہ تنظیم پر خرچ ہوتا ہے۔ وہ نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے قوم کی طرف سے جب بھی کوئی اعتراض ہوتا ہے۔ تو وہ تنظیم سے متعلقہ اخراجات پر ہی ہوتا ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں۔ مثلاً وہ کہیں گے تعلیم پر کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے ہسپتال پر کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے غریبوں کی امداد کے لئے کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ غرباء کے وظائف پر کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور اگر انہیں یہ بتایا جائے کہ کام کو چلانے کیلئے اتنے سیکرٹریوں کی ضرورت ہے پھر دفتری اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے سفر خرچ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے تو وہ کہیں گے ہمارا روپیہ ضائع ہو گیا اگرچہ ایسا اعتراض کرنا حماقت ہوتا ہے

باقی صفحہ [illegible] پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات • واقعات ، شخصیات ۔۔۔۔۔ نون ۔ سین

برطانیہ

انگلستان میں بھی نسلی امتیاز کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ واقعات تعداد میں خاصے زیادہ ہو جاتے ہیں اور کبھی کم۔ ایسا لگتا ہے کہ نسلی امتیاز کے جذبات تو انگریز نوجوانوں میں موجود ہی رہتے ہیں۔ البتہ حالات انہیں کم یا زیادہ واقعات پر مجبور کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ایک افغانی ارامیش جس کی عمر ۲۴ سال بتائی جاتی ہے کو ڈنڈے مار مار کر انگریز نوجوانوں نے اس کے گھر کے دروازے پر ہی ختم کر دیا۔ یہ انگریز نوجوان اور ان کے ساتھی پاکستانیوں پر آوازے کستے تھے اور پاکستانی خواتین پر غیر شائستہ جملے بولتے تھے۔ دراصل یہ تمام ایشیائی لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے اور نام سب کا پاکستانی رکھتے تھے۔ اور جیسا کہ عام طور پر یہاں کہا جاتا ہے پاکستانیوں کو پاکی کہہ کر اور بھی چڑاتے تھے۔

عام طور پر تو والدین اپنے نوجوان بچوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ایسے مواقع پر خاموشی سے ایک طرف ہو جایا کریں۔ لیکن ارامیش نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ اگر خواتین کی ہتک کی جائے گی۔ تو وہ ہتک کرنے والوں کا مقابلہ کرے گا۔ چنانچہ جب کچھ نوجوانوں سے اس کا جھگڑا ہوا اور وہ واپس گھر آیا تو وہ نوجوان مزید نوجوانوں کو لے کر اس کے گھر پہنچے اس وقت ان کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں اور لکڑی کے ڈنڈے تھے اور جب باہر نکل کر اس نے انہیں دیکھا تو ان نوجوانوں نے لوہے کی سلاخوں اور لکڑی کے ڈنڈوں سے اس کی پٹائی کی خاص طور پر اس کے سر پر ضربیں لگائیں۔ ایک پولیس خاتون نے بعد میں بتایا کہ جب وہ زمین پر گرا ہوا تھا اس وقت بھی اس کے سر پر ضربیں لگائی جا رہی تھیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ یہ کھلم کھلا نسلی امتیاز کا واقعہ ہے اور انتہائی وحشت ناک۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے مواقع پر ایک طرف ہٹ جانا ہی مفید ثابت ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی تو ہے کہ اس طرح ہتک کرنے والوں کے حوصلے بڑھتے ہیں اور وہ خوب مزے لے لے کر غیر ملکی خواتین پر آوازے کستے ہیں۔ جب تک ان کا مقابلہ نہ کیا جائے اور حکومت ان پر گرفت نہ کرے یہ معاملہ ختم ہونے میں نہیں آسکتا۔ ارامیش کے ایک رشتہ دار نے کہا کہ ہم نے تو اپنا ملک اس لئے چھوڑا تھا کہ وہاں زندگی محفوظ نہیں تھی۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ یہاں آنے سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ محفوظ طریق پر زندگی بسر کر سکیں لیکن یہاں آکر وہی خطرہ درپیش رہا اور ہم اس کے شکار بھی ہو گئے۔ انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ یہاں کے لوگ جانتے ہی نہیں کہ جنگ کتنی خوفناک ہوتی ہے۔ اور ہمارے ملک میں جو جنگ ہو رہی تھی وہ کیسے کیسے خطرناک نتائج سامنے لاتی تھی۔ ہم تو ان نتائج سے بھاگ کر یہاں آئے تھے اور یہاں آکر ان لوگوں کے ہاتھوں جنہیں ہم مہذب اور متمدن کہتے ہیں اور جن کے درمیان ہم اپنی زندگی کو محفوظ سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ بھائی اپنی زندگی کھو بیٹھا ہے۔

ترکی میں جمہوریت

ترکی میں ۱۹۸۱ء میں ایک دستوری قانون کے مطابق سیاسی پارٹیاں ختم کر دی گئی تھیں۔ اس وقت سے لے کر اب تک ان میں سے کوئی پارٹی کام نہیں کر سکی۔ لیکن اب گورنمنٹ نے ایک قانون کے مطابق جسے حال ہی میں گزٹ کیا گیا ہے۔ سیاسی پارٹیوں کو کام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہی سیاسی پارٹیاں جو پہلے ملک میں موجود تھیں اب اپنے انہی نشانات کے ساتھ دوبارہ میدان میں آسکیں گی اور سوائے اس غیر منقولہ جائداد کے جو حکومت نے دستور کے مطابق پارٹیوں سے حاصل کر لی تھی باقی ہر وہ غیر منقولہ جائداد جسے کسی عدالت نے اپنے فیصلے کے مطابق ضبط کیا تھا۔ وہ انہیں ایک معمولی سی قیمت پر واپس کر دی جائیں گی۔ یہ معمولی قیمت اس وقت کے مطابق ہو گی جب ان جائدادوں کو ضبط کیا گیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ ترکی اب مغربی جمہوریت کو دوبارہ بحال کر رہا ہے اور ایسا گیارہ سال کے وقفے کے بعد کیا جا رہا ہے۔ بارہ ستمبر ۱۹۸۱ء کو جن پارٹیوں پر پابندی لگائی گئی تھی اور جن کے نام یہ ہیں جسٹس پارٹی۔ ریپبلکن پیپلز پارٹی۔ نیشنل سیکورٹی پارٹی اور نیشنل موومنٹ پارٹی کے علاوہ ایک پارٹی جس کا نام ڈیموکریٹک پارٹی ہے اور جسے ۱۹۴۶ء میں دوسری پارٹی کے طور پر تشکیل دیا گیا تھا بھی دوبارہ کام کر سکے گی۔ ڈیموکریٹک پارٹی اس وقت ۱۹۴۶ء میں معرض وجود میں آئی تھی جب ترکی میں پہلی دفعہ کثیر الجماعتی سیاست کا آغاز کیا گیا تھا۔

بُش کی مقبولیت ۔۔ ؟

تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ امریکہ میں اس وقت صدر جارج بُش کی مقبولیت اتنی زیادہ گر گئی ہے کہ ان کے لئے دوبارہ منتخب ہو جانا ناممکن سی بات لگتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تاریخ کو بنیاد بنایا جا سکتا ہے تو کوئی صدر جس کی مقبولیت اتنی کم ہو گئی ہو جتنی کہ اس وقت صدر بش کی ہے دوبارہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ کہا جاتا ہے کہ انکی مقبولیت صرف ۳۳ فی صد رہ گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۶۴ فیصد لوگ ایسے ہیں جو ان کے صدارتی کاموں سے ناخوش ہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو ان کا دوبارہ منتخب ہو جانا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ خلیج کی جنگ کے بعد ان کی مقبولیت کا اندازہ ۹۰ فی صد لگایا گیا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ گذشتہ سترہ ماہ میں ان کی مقبولیت کم ہوتی چلی گئی ہے۔ اور ۵۷ فیصد نیچے گر گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اب تک صرف تین صدر ایسے رہے ہیں جن کی مقبولیت ان سے کسی قدر کم تھی۔ ۱۹۵۱ء میں ہیری ٹرومین۔ ۱۹۷۱ء میں رچرڈ نکسن۔ اور ۱۹۷۹ء میں جمی کارٹر اور یہ تینوں ایسے اشخاص ہیں جو دوبارہ اپنی مقبولیت حاصل کر کے منتخب نہ ہو سکے۔ جو لوگ خلیج کی جنگ سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ وہ یقیناً اس بات سے خوش ہوں گے کہ بظاہر یہ جنگ جیت جانے والا شخص اپنی صدارت کی جنگ ہار رہا ہے۔ لیکن بہر حال سیاست کے اتار چڑھاؤ کے متعلق زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اور جب تک انتخابات مکمل نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک کسی کی ہار جیت کے متعلق فیصلہ دینا ایک غیر یقینی سی بات ہے۔

جنوبی افریقہ / مظاہرے

جنوبی افریقہ میں نیلسن منڈیلا نے بتایا ہے کہ جمہوریت کو قریب تر لانے کے لئے جو مہم انہوں نے شروع کی ہے اس میں تقریباً چار لاکھ لوگوں نے جلوسوں میں حصہ لیا ہے۔ بعض مقامات پر سیاہ فام لوگوں نے حکومت کے دفتر سنبھال لئے اور متنبہ کیا کہ وہ مزید دفاتر پر بھی قبضہ کر لیں گے۔

ایک موقعہ پر جب کہ نیلسن منڈیلا ستر ہزار کے ہجوم سے خطاب کر رہے تھے۔ صدر ڈی کلارک نے اپنے دفتر سے یہ بیان جاری کیا کہ وہ جمہوریت کے فروغ کے لئے فوری طور پر گفت و شنید شروع کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر دوسری پارٹی تیار ہو تو میں ابھی انکے ساتھ میٹنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں۔

سیہ فام لوگوں کا خیال ہے کہ اگر یہ جلسے اور جلوس نہ نکلتے تو غالباً ڈی کلارک ابھی اس موڈ میں نہ ہوتے لیکن تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ گفت و شنید ڈی کلارک نے نہیں بلکہ نیلسن منڈیلا نے منقطع کی تھی۔ اور نیلسن منڈیلا ہی نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں جو حکومت کے خیال میں گفت و شنید کی شرائط نہیں بلکہ گفت و شنید کے متوقع نتائج ہیں اور نتائج بغیر گفت و شنید کے کس طرح قبول کئے جا سکتے ہیں۔ بہر حال ایسا لگتا ہے کہ ان جلسوں اور جلوسوں کی وجہ سے اب جمہوریت کے فروغ کیلئے جلد ہی گفت و شنید شروع ہو جائے گی۔ اور ہو بھی جانی چاہیئے۔

ماں کا دُودھ

عالمی برادری نے ایک ہفتہ اس بات کے لئے منایا ہے کہ دنیا بھر کی عورتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلائیں اس موقعہ پر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کے ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے سینیٹ کی ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی نے ماؤں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ دوسرے دودھ پلانے کی بجائے بچوں کو اپنا دودھ پلائیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک ایسا مفید سسٹم جاری کیا ہوا ہے جس سے بچوں کو انتہائی بہتر خوراک ملتی ہے اور ان کی نشوونما صحیح طریق پر ہوتی ہے۔ بچوں کو اگر مائیں اپنا دودھ پلائیں تو اس سے نہ صرف بچوں کی صحت برقرار رہتی ہے بلکہ ماں اور بچے کے آپس میں تعلقات بھی بہتر طریق پر استوار ہوتے ہیں۔ اور بڑے ہو کر بھی بچے نہ صرف اپنی ماں کا بہتر خیال رکھتے ہیں بلکہ اپنی ماں کے ناطے دیگر خواتین بھی ان کے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈرائیونگ ـــ رات کے وقت

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رات کے وقت ڈرائیونگ کرنا آسان اور پُرسکون ہوتا ہے۔ کیونکہ ٹریفک کم ہوتی ہے جبکہ دن کے وقت ٹریفک زیادہ ہوتی ہے اس لئے دن کے وقت ڈرائیونگ رات کی نسبت خطرناک ہوسکتی ہے۔ مگر یہ نظریہ درست نہیں۔

دن کے وقت کام کاج سے انسان تھک جاتا ہے۔ اور اس تھکاوٹ کے ساتھ جب ڈرائیونگ رات کے اوقات میں کی جاوے تو اونگھ یا نیند کا زیادہ امکان ہوسکتا ہے۔ اور ایک لمحہ کا اونگھنا بھی خود ڈرائیور اور دوسرے افراد کے لئے جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ پھر دن کے وقت سورج کی روشنی میں ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہے جبکہ رات کے وقت گاڑی کی لائٹیں محدود حصہ سڑک کو روشن کرتی ہیں۔ اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے آنکھوں پر بوجھ بھی پڑتا ہے۔ اور دھند یا کہر کی حالت میں تو بہت ہی کم دکھائی دیتا ہے۔ اور اکثر اوقات ایسی حالت میں خطرناک حادثات بھی واقع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ حتی الامکان دن کے وقت سفر کیا جائے۔ تاہم بامرِ مجبوری اگر رات کے وقت ڈرائیونگ کرنی پڑے تو وہ تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ بلکہ بدرجہ اولیٰ ان کا خیال رکھنا ضروری ہے جو دن کے وقت گاڑی چلاتے وقت اختیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً گاڑی چلانے سے قبل اس کی مکینیکل حالت دیکھی جائے کہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ اور اس کی بریکیں وغیرہ درست کام کر رہی ہیں یا نہیں وغیرہ خصوصاً گاڑی کے سامنے کی بتیاں یعنی ہیڈ لائٹس، پیچھے کی بتیاں، بریک لائیٹس اور انڈیکیٹر بھی صحیح کام کر رہے ہوں۔

رات کے وقت گاڑی چلائیں تو ان تینوں قسم کی بتیوں سے دیکھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ نیز دوسری گاڑیوں کو بھی جو سڑک پر چل رہی ہوتی ہیں پتہ لگ جاتا ہے کہ آپ کی گاڑی اندازاً کتنے فاصلے پر ہے اور کس سائیڈ پر ہے۔ انڈیکیٹر سے دوسروں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کس طرف مڑنا چاہتے ہیں۔ دائیں یا بائیں۔ اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ مڑنے سے قریباً ۵۰ میٹر پہلے ہی آپ کو اشارہ کر دینا چاہیئے تاکہ پیچھے سے آنیوالی گاڑیوں کو اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ آپ کس طرف مڑنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی اسی نسبت سے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر لیں اور اپنی پوزیشن کو تبدیل کر لیں۔

اکثر ڈرائیور یہ غلطی کرتے ہیں کہ رات کے وقت ہائی وے پر چلتے ہوئے فل لائیٹ استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے سامنے سے آنے والے ڈرائیور کو کچھ نظر نہیں آتا۔ ٹریفک کے قوانین کے مطابق شہری علاقوں میں فل لائیٹ استعمال کرنا منع ہے۔ وہاں آپ کو لائیٹ ڈِپ کر کے یعنی نیچے والی پوزیشن میں رکھ کر چلنا چاہیئے۔ بتیوں کی دو پوزیشنیں ہوتی ہیں۔ ایک فل لائیٹ جو دُور تک جاتی ہے اور ایک نیچے والی پوزیشن جس کو ڈِپ کی پوزیشن کہا جاتا ہے تو شہری علاقوں میں فل لائیٹ یا دُور کی بتی کے ساتھ چلنا ممنوع ہے لیکن اگر آپ شہر کی حدود سے نکل کر ہائی وے پر آجاتے ہیں تو رات کے وقت وہاں فُل لائیٹ کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ مگر جونہی آپ سامنے سے کوئی گاڑی آتی دیکھیں تو آپ کا فرض ہے کہ لائیٹ کو نیچا کر دیں یعنی ڈِپ پر پوزیشن میں کر دیں۔ اور جب گاڑی گزر جائے تو پھر فل لائیٹ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کسی گاڑی کے پیچھے چل رہے ہوں تو ایسی صورت میں بھی فل لائیٹ نہ جلائیں۔ کیونکہ پیچھے دیکھنے والا شیشہ جسے بیک ویو مرر کہا جاتا ہے۔ پر لائیٹ پڑتی ہے اور آپ کے سامنے جو گاڑی جا رہی ہے اس کے ڈرائیور کی آنکھوں پر وہ لائیٹ پڑتی ہے اور اس طرح اس کو گاڑی چلانے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس لئے آپ اپنی گاڑی کی فل لائیٹ تبھی آن کریں جب کہ آپ کے سامنے کوئی گاڑی نہ ہو یعنی جس سمت آپ جا رہے ہوں۔ اس کے قریب آگے کوئی گاڑی نہ جا رہی ہو اور نہ ہی سامنے سے کوئی گاڑی آ رہی ہو۔

گاڑی کی بتیوں سے متعلق یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے کہ ان کا اینگل درست ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ آپ کی بتی کی لائیٹ دس میٹر سے زیادہ نہ جا سکے۔ اس طرح ٹریفک کے قوانین کے مطابق غروب آفتاب کے نصف گھنٹہ بعد اپنی بتیاں جلا لیں۔ اور سورج کے طلوع ہونے سے نصف گھنٹہ قبل انہیں بجھا دیں۔ لیکن یہ ایسی صورت میں کیا جاتا ہے جبکہ موسم صاف ہو۔ لیکن بادل، طوفان یا آندھی وغیرہ کی صورت میں جبکہ موسم کی خرابی کے باعث صاف دکھائی نہ دیتا ہو تو فوراً بتیاں جلا دینی چاہئیں جب تک کہ موسم صاف نہ ہو جائے۔

قواعد کی رو سے کسی گاڑی کی باڈی سے کوئی سامان باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ لیکن اگر بامر مجبوری کوئی چیز تھوڑی سی باہر آ رہی ہو تو رات کے وقت لال بتی لٹکا لینی چاہیئے تاکہ پیچھے سے آنے والی گاڑی کو احساس ہو سکے کہ کس قدر سامان آپ کی گاڑی سے باہر نکلا ہوا ہے اور کس پوزیشن میں ہے۔

اگر خدانخواستہ رات کے وقت آپ کی گاڑی خراب ہو جائے تو اسے سڑک کے انتہائی بائیں جانب کھڑا کر کے اس کی پارکنگ لائیٹیں آن کر دیں۔ یا ایک ریفلیکٹر لے کر اسے گاڑی سے تھوڑا پیچھے رکھ دیں تاکہ دُور سے آنے والی گاڑیوں کو پتہ چل جائے کہ آگے کوئی روکاوٹ یا خطرہ ہے۔ اگر ریفلیکٹر نہیں ہے تو کسی برتن میں تیل سے بھیگا ہوا کپڑا ڈال کر اس میں آگ لگا دیں تاکہ کافی فاصلے سے پتہ چلے کہ یہاں کوئی روکاوٹ ہے۔

ان تمام باتوں کو اختیار کرنے سے حادثات میں کافی کمی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ محفوظ ڈرائیونگ کی توفیق عطا فرمائے۔ اُمید ہے آپ اپنی ذمہ داری کو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے پوری طرح نبھانے کی کوشش کریں گے۔

بقیہ: صہ۲ سے آگے

لئے واجب الاحترام ہوتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ عورتوں کو اس سلسلے میں ضروری معلومات مہیا کی جائیں اور ایسا کرنے کے لئے سب سے زیادہ مناسب خواتین کی تنظیمیں ہیں۔ انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ ماں کا دودھ بچے کے لئے ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہوتا ہے۔ اور جراثیم سے پاک دودھ پینے سے وہ متعدد بیماریوں سے بچیں گے۔

اس میں کیا شک ہے کہ اصل طریق تو یہی ہے کہ ماں خود بچے کو دودھ پلائے اللہ تعالیٰ بچے کے لئے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیتا ہے۔ اور یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ خداداد خوراک ہے جو بچے کو ضرور ملنی چاہیئے۔

صدر بُش ـ ہند و پاکستان

ایک تحریری انٹرویو میں صدر جارج بُش نے کہا ہے کہ وہ ہندوستان اور پاکستان کو اس بات کی دعوت دے رہے ہیں کہ وہ میزائل کنٹرول ٹیکنالوجی کو تسلیم کر لیں۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ ان کی خواہش ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کشمیر کے مسئلے کو شملہ معاہدہ کے پیشِ نظر امن و امان سے حل کریں۔ اور اس مسئلے کے حل میں نہ صرف سیاست کارفرما ہو بلکہ حفاظتی تدابیر بھی شامل ہونی چاہئیں انہوں نے کہا کہ امریکہ ہر وقت اس بات کیلئے تیار ہے کہ وہ پسندیدہ مداخلت (ثالثی) کے ذریعے دباؤ کو کم کرے اور آپس کی گفتگو کا آغاز کروائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے ماضی میں بھی ایسے اقدامات کئے ہیں۔ اسکی مثال انہوں نے ۱۹۹۰ء کا گیٹس مشن دی۔

انہوں نے کہا کہ میری سب سے بڑی ترجیح یہ ہے کہ میں ایسے طریقے دریافت کر سکوں۔ جن سے جوہری اسلحہ کا پھیلاؤ رک جائے اور آئندہ جوہری اسلحہ نہ بنایا جائے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا اس بات پر متفق ہو جائے کہ جوہری اسلحہ کو ختم کیا جائے انہوں نے یہ بھی کہا کہ میری انتظامیہ کوشش جاری رکھے گی کہ ہندوستان جوہری اسلحہ کے پھیلاؤ کے روکنے کے معاہدے پر دستخط کر دے۔ میں جنوبی ایشیا کے ممالک کو ہم آہنگی کے ذریعے امریکہ کے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ روس اور چین گفت وشنید کی میز پر آجائیں اور اپنے مسائل طے کریں۔ انہوں نے کہا کہ سنغیر پکرنگ اس کام کا آغاز کرنے والے ہیں اور میں چاہوں گا کہ ہندوستان بھی اس میں کردار ادا کرے۔ مسٹر بش نے ہندوستان کے وزیراعظم نرسیما راؤ کی تعریف کی لیکن انہوں نے کہا کہ امریکہ پر کسی قسم کا کوئی دباؤ ڈال کر کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ گذشتہ ایام میں ہندوستان میں خاصے مشکل حالات رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نرسیما راؤ نے بہت اچھے طریق پر ان حالات کا مقابلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں ہندوستان خاصا اچھا کردار ادا کر سکتا ہے۔ خاص طور پر تجارت کے میدان میں۔

قناعت کا وافقین سے گہرا تعلق ہے

حضور انور نے فرمایا:۔

"قناعت کے متعلق مَیں نے کہا تھا، اس کا وافقین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں، تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ عزم، دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں عبدالمجید

مکرم مرزا البشیر احمد صاحب آف لنگروال

میرے ہم زلف مکرم مرزا البشیر احمد صاحب آف لنگروال سے میرا تعلق میری شادی کے بعد ہوا۔ جب پہلی دفعہ ملے تو اتنی اپنائیت اور خلوص سے۔ جیسے برسوں سے جانتے ہوں۔ پھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی دلکش شخصیت کے مختلف گوشے بے نقاب ہوتے چلے گئے۔

۱۹۶۹ء میں وہ محکمہ ملٹری لینڈ اینڈ کنٹونمنٹ کی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کی ہدایت پر کچھ عرصہ کے لئے موضع بڈھال ضلع سیالکوٹ میں وقفِ عارضی کی تحریک میں خدمات بجالاتے رہے۔ بعد ازاں بمعہ اہل و عیال راولپنڈی میں اپنے مکان میں شفٹ ہو گئے اور اپنی وفات تک یہیں مقیم رہے۔ راولپنڈی قیام کے دوران مقامی جماعت میں مختلف دینی خدمات بجالاتے رہے۔ حلقہ گوالمنڈی کے سیکرٹری مال اور صدر بھی رہے۔ باوجود خرابیٔ صحت جماعتی کام اتنے شوق اور محنت سے کرتے تھے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ یوں تو اُن میں گوناگوں خوبیاں پائی جاتی تھیں لیکن جن خوبیوں سے میں زیادہ متاثر ہوا اُن میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

آپ بہت خوش اخلاق تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی اور بشاشت سے ملتے تھے۔ اس میں بے ساختگی پائی جاتی تھی اور یہ کیفیت ہر حال میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا نتیجہ تھی۔ کوئی شخص خواہ کتنا ہی پریشان کیوں نہ ہو ان کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی پریشانیاں بھول جاتا تھا۔ صبر اور شکر کے اخلاق سے بھی وہ نمایاں طور پر متصف تھے۔ ان پر قضائے الٰہی سے کچھ عرصہ کے لئے بڑا کٹھن دور آیا۔ لیکن مجال ہے کہ اُن کے منہ سے حالات کی ناسازگاری کا کوئی شکوہ ہوا ہو۔

انہیں عبادت الٰہی میں بھی بہت انہماک تھا۔ دین داری کے ساتھ طبیعت میں حد درجہ کی خوش طبعی تھی۔ اور زبان میں اتنی شیرینی اور ملائمت کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ان کی زبان سے کبھی دل دکھانے والی کوئی بات سنی ہو۔ کئی سال تک خاکسار کو ان کے ساتھ اکٹھے رہنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے کبھی بھی اُن کے ترش رو ہونے یا ناراض ہونے کی کیفیت یاد نہیں۔ اُن کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ جماعت کے افراد کے ساتھ تو ان کے تعلقات گہرے تھے ہی لیکن غیر از جماعت لوگوں سے بھی ان کے بڑے خوشگوار مراسم تھے۔ انہوں نے دورانِ ملازمت اپنے فرائض بطور سٹینوگرافر اور آفس سپرنٹنڈنٹ اتنی خوش اسلوبی سے سرانجام دئیے تھے کہ ریٹائر ہونے کے بعد بھی اُن کے دفتر کے ساتھی اور افسران ان کی عزت کرتے تھے۔ مہمان نوازی کا وصف بھی ان میں نمایاں طور پر پایا جاتا تھا۔ مہمانوں کی خدمت کرنے میں وہ دلی راحت محسوس کرتے تھے۔ اُن کے اہل خانہ بھی اُن کی اس عادت سے بخوبی واقف تھے اور کسی بھی وقت کسی مہمان کی آمد اور اُسکی مہمان نوازی کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار رکھتے تھے۔

حضرت امام جماعت سے گہری عقیدت تھی اور آپ کے ارشادات پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ نیز دیگر افراد خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ سے بھی بہت محبت تھی۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے زمانہ قبل از امامت میں جب بھی کسی دینی مجلس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے تو انکو دیکھ کر چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا۔ اور اُن کے قریب بیٹھنے والا شخص اُن کی خوشی کی یہ بے ساختہ کیفیت محسوس کئے بغیر نہ رہتا۔

ان کی وفات ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو راولپنڈی میں بعمر ۸۲ برس ہوئی۔ پانچ برس کی طویل بیماری کو انہوں نے کمال صبر اور بشاشت کے ساتھ برداشت کیا۔ ان کو دمہ کی شکایت تھی اور بعض دیگر عوارض بھی لاحق ہو گئے۔ بیماری کے دوران زیادہ عرصہ وہ اپنے بیٹے مکرم مرزا رفیق احمد صاحب کے پاس مقیم رہے جنہیں اپنے والدِ محترم کی مقدور بھر خدمت کرنے اور ان کی دعائیں لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ان کا جنازہ راولپنڈی اور پھر ربوہ میں پڑھا گیا اور ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو قبرستان نمبر ۱ ربوہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے درجات بلند کرے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی اولاد کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

اللہ تعالیٰ لاف و گزاف کو پسند نہیں کرتا۔ وُہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اس میں ایمان کا کیا رنگ ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

آپ کا خط ملا

مکرم نذیر احمد صاحب خادم چک ۱۸۴ ایل۔ آر۔ ضلع بہاولنگر سے لکھتے ہیں:

الفضل کو خدا کے فضل اور بعونہٖ تعالیٰ آپ نے بہت دلچسپ بنا دیا ہے۔ دینی و تربیتی اعتبار سے تو قارئین مستفید ہوتے ہی ہیں۔ متنوع معلومات، واقعات عالم اور جنرل نالج سے متعلق بھی اچھا خاصا مواد پڑھنے کو ملتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جسکی ہر علم دوست شخص کیلئے بے حد اہمیت ہے۔ ایک شخص جو معلومات عامہ سے پُر ہو وہ اپنے سامعین و مخاطبین کو زیادہ متاثر کر سکتا ہے۔ اور بسا اوقات حالاتِ حاضرہ اور جدید معلومات سے عاری شخص اپنے وسعت معلومات رکھنے والے مخاطب سے مرعوب ہو کر اُس سے بات کرنے کی سعادت سے بھی محروم رہ جاتا ہے اس اعتبار سے آپ بلاشبہ وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ ہمارے احباب کو ان باتوں کو غور سے پڑھنا، انہیں ذہن نشین کرنا اور غور و فکر سے کام لے کر ان سے مثبت نتائج اخذ کرنا چاہئیں اور ان کی روشنی میں اوروں کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔ اگر ان حالات و واقعات پر ہم آپس میں تبادلہ خیالات کرنے کی عادت ڈال لیں تو ہماری سوچ اور فکر و نظر میں وسعت پیدا ہوگی ـــ پھر اپنے قارئین کے خطوط شائع کرنے کا جو سلسلہ آپ نے شروع فرمایا ہے اس سے قارئین الفضل سے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ اجنبیت کی بجائے اپنائیت کا احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ اس ایک اقدام سے آپ نے عملاً الفضل کو ہر فرد کا اخبار بنا دیا ہے۔ مکتوب نگار حضرات کی رائے سے جہاں آپ کو اختلاف ہوتا ہے اُس کے اظہار میں آپ جس ملائمت اور شفقت اور حسنِ استدلال سے کام لیتے ہیں آگے سے پڑھ کر آپ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ خدا آپ کو اپنے ظلِ نصرت و حمایت میں رکھے۔

خود گرفتارِ بلا ہے کوئی
آئینہ دیکھ رہا ہے کوئی

آ کے یوں چل بھی دیا ہے کوئی
گھر نہیں جیسے سرا ہے کوئی

یُوں نہ مشغولِ ستم ہو ظالم
سوچ میرا بھی خدا ہے کوئی

جُز دُعا تو نہیں درماں اس کا
بے یقینی کی دوا ہے کوئی

جس کا کوئی بھی نہ ہو دوست نہ یار
مفلس اس سے بھی سوا ہے کوئی

اپنے شکووں میں خبر ہی نہ رہی
اس کو بھی ہم سے گلہ ہے کوئی

زرد و بے نُور ہیں فق ہیں چہرے
زندگی جیسے بلا ہے کوئی

الاماں خوفِ مکافاتِ عمل
اپنے سائے سے ڈرا ہے کوئی

کاش وہ مُڑ کے بھی دیکھے اختر
اور بھی تشنہ کھڑا ہے کوئی

محمد سلیم اختر

وقفِ جدید میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"یہ تحریک اللہ نے چاہا تو ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی .... میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعتیں جو اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا سا حصہ لیتی رہی ہیں۔ اب اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں گی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا: امۃ المتین بنت فقیر محمد صاحب سیکرٹری مال گرمولہ ورکاں کے دل کے والو کا کراچی میں اپریشن ہونے والا ہے۔

○ مکرم رشید احمد صاحب محلہ دارالنصر شرقی کارکن جامعہ نصرت ہسپتال میں دو ہفتہ سے داخل ہیں۔

○ مکرم سید تجمل حسین صاحب خوشنویس الفضل کی والدہ محترمہ لاہور میں شدید بیمار ہیں۔

احباب ان کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

عزیزہ رضوان احمد افضل ابن مکرم محمد ارشد ناصر صاحب دارالصدر شمالی۔ ربوہ طالب علم جماعت دہم گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ مری میں یکم اگست کو ہونے والے ایک بین الاضلاعی تقریری مقابلے میں اوّل رہے۔ حصہ لینے والے اپنے اپنے اضلاع میں پہلے سے اوّل آنے والے طالب علم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ اعزاز مبارک کرے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

کیونکہ سب سے اہم چیز مرکزیت ہوتی ہے۔ لیکن واقعہ یہی ہے ہمیشہ ان اخراجات پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تم انگلستان کی تاریخ کو لے لو امریکہ کی تاریخ کو لے لو۔ فرانس کی تاریخ کو لے لو جرمنی کی تاریخ کو لے لو۔ جاپان کی تاریخ کو لے لو روس کی تاریخ کو لے لو۔ جب کبھی بھی میزانیہ پر اعتراض ہوا ہے۔ تو اس کے اس حصہ پہ ہوا ہے جو تنظیم کے لئے خرچ ہوا ہے۔ کیونکہ یہ اخراجات نظر نہیں آتے۔ پس نظر آنے والا خرچ لوگوں میں مزید چندہ دینے کی تحریک پیدا کرتا ہے اگر تم اس جگہ کو زیادہ سے زیادہ اعلیٰ بناتے جاؤ گے۔ تو خدام میں چندہ کی تحریک ہوتی رہے گی۔ مثلاً میدان کو چھوڑ کر دیواروں کے ساتھ ساتھ پھول لگائے جائیں۔ چونکہ اس جگہ پہ تمہیں سالانہ اجتماع بھی کرنا ہوگا۔

اس لئے تم چمن تو نہیں بنا سکتے لیکن دیواروں کے ساتھ ساتھ پھول لگائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح نظارہ اور زیادہ خوبصورت بن جائے گا۔ صرف بیچ میں چند فٹ کی سڑک رکھ کر اس کے ارد گرد بھی پھول لگائے جا سکتے ہیں جب خدام آئیں گے اور اس جگہ کو دیکھیں گے تو وہ کہیں گے ہمارا روپیہ صحیح طور پر استعمال ہوا ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۱۰ میں رانا بشیر احمد ولد رانا دلاور خانصاحب قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۸۸ ج ب ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷-۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین دو ایکڑ واقع چک ۸۸ ج ب ضلع فیصل آباد مالیتی ۳۰،۰۰۰/- روپے (۲) مکان ایک عدد واقع چک ۸۸ ج ب ضلع فیصل آباد مالیتی ۵۵،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۴،۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ رانا بشیر احمد چک نمبر ۸۸ ج ب P.O خاص ضلع فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد ابراہیم خان مربی سلسلہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ شریف احمد خان وصیت نمبر ۲۳۵۶۹۔

مسل نمبر ۲۸۵۱۱ میں چوہدری عبدالرزاق ولد چوہدری فضل احمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 425/A پیپلز کالونی نمبر۲ فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱-۱۰-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ لے رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالرزاق 425/A پیپلز کالونی نمبر۲ فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ وسیم احمد ناصر وصیت نمبر ۲۷۰۰۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری مقبول احمد وصیت نمبر ۲۷۱۰۴

مسل نمبر ۲۸۵۱۲ میں زبیدہ بیگم زوجہ کیپٹن نصیر احمد چوہدری قوم جٹ وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۷۱ مسلم ٹاؤن نمبر۱ سرگودہا روڈ فیصل آباد۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) نقد رقم ۱،۸۰،۰۰۰/- روپے (۲) مکان نمبر ۳۹۳/۱-اے برقبہ ۱۰ مرلہ واقع فیصل آباد مالیتی ۵،۵۰،۰۰۰/- (۳) کڑے دو عدد مالیتی ۱۲۰۰۰/- (۴) طلائی چوڑیاں ۵ تولہ مالیتی ۲۰،۰۰۰/- روپے۔ (۵) طلائی انگوٹھی وغیرہ وزنی ۲ تولہ مالیتی ۶۰۰۰/- روپے۔ (۶) پلاٹ نمبر ۲۴۷/۴ ملت ٹاؤن مالیتی ۶۸،۰۰۰/- روپے۔ (۷) حق مہر ۲،۰۰۰/- روپے وصول شدہ اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت کرایہ مکان آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ زبیدہ بیگم ۱۷۱ مسلم ٹاؤن نمبر۱ سرگودہا روڈ فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ نثار احمد چوہدری وصیت نمبر ۲۱۹۵۲۔ گواہ شد نمبر۲۔ کیپٹن نصیر احمد چوہدری وصیت نمبر ۲۱۹۵۱ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۵۱۳ میں ملک ظفر محمود ولد ملک سلطان علی صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر 491/E-B P.O بورے والا ضلع وہاڑی حال مظفر گڑھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۴-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ ۱۳۔ اگست موسم برسات کے حبس کے ساتھ ساتھ گرمی کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ دھوپ کی گرمی میں بڑی تیزی ہے۔

○ آج ربوہ میں صبح ۶ بجے سے بجلی بند ہے۔ محکمہ بجلی والے شہر کے مختلف علاقوں میں نئی تاریں لگا رہے ہیں۔

○ اخبارات میں شائع شدہ خبروں میں بیان کیا گیا ہے کہ قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی کی اس تردید کے بعد کہ انہوں نے قائد حزب اختلاف کو کافر اور واجب القتل نہیں کہا طوفان تھم گیا۔ فاروق لغاری نے کہا کہ جمہوریت کو چلانا ہے تو اسلام کے ساتھ مذاق چھوڑنا ہو گا۔ مقابلہ کرنا ہے تو سیاسی میدان میں کریں۔ افتخار گیلانی نے کہا کہ عبدالستار نیازی سود کے متعلق فیصلے کے خلاف عدالت میں جانے پر استعفیٰ دے دیتے تو ہم اللہ کا شکر ادا کرتے۔ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے کہا کہ مولانا نیازی کا تردیدی بیان بھی اتنی ہی دیر تک ٹی وی پر نشر کیا جائے جتنی دیر تک خبر نشر ہوئی۔ اور پی ٹی وی پر وضاحت کے لئے اپوزیشن کو وقت دیا جائے۔ اعتزاز احسن نے کہا کہ مولانا کا بیان قابل دست اندازی پولیس ہے محترمہ بے نظیر بھٹو کو کوئی نقصان پہنچا تو حکومت اس کی ذمہ دار ہو گی۔

○ وائس آف جرمنی نے کہا ہے کہ مولانا ستار نیازی نے یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ انہوں نے محترمہ بے نظیر کو کافر نہیں کہا۔ کابینہ کے کسی بھی رکن نے مولانا نیازی کے حق میں براہ راست آواز نہیں اٹھائی۔ اس طرح مولانا بیان دے کر تنہا رہ گئے۔ وزیر اعظم کے معاون خصوصی چوہدری نثار کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ وہ مولانا کے بیان سے پیدا ہونے والی تلخی اور کشیدگی کو دور کرنے کے خواہش مند ہیں۔ مولانا حامد سعید کاظمی اور مولانا اعظم طارق بھی پیپلز پارٹی کے اراکین کی طرف سے بار بار "قتل" کا لفظ استعمال کرنے پر خاموش بیٹھے رہے۔

○ وفاقی وزیر پارلیمانی امور نے کہا ہے کہ شرعی عدالت کے خلاف بات کرنے والے اراکین اسمبلی کی رکنیت ختم ہو گئی ہے۔

○ مولانا عبدالستار نیازی نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر محتاط ہو کر بات کریں کبھی کہتی ہیں داڑھی منڈا کر گیا تھا آپ کے تو تمام ساتھی داڑھی منڈے ہیں انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کی دفعہ خون سے خریدی ہے۔ ہم نے ہی بھٹو کو مجبور کیا تھا ان چھوکروں (اعتزاز احسن اور لغاری) کو میرے متعلق کیا معلوم محترمہ بے نظیر نے قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کی بات مان لی ہے۔ میرا اعتراض ختم ہو گیا ہے۔

○ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ حکمران بے نظیر پر کفر کے فتوے لگانا چھوڑ کر اپنی اصلاح کریں۔

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ــــ مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

○ پاکستان علماء و مشائخ کونسل کے صدر پیر سعید احمد گجراتی نے کہا ہے کہ مولانا نیازی بے نظیر کو کافر ثابت کریں ورنہ حدیث کی رو سے وہ خود کافر ہیں وہ اپنے کفر کے فتوے کو عدالت میں ثابت کریں ورنہ انہیں سزا دلوا کر قومی اسمبلی کے لئے نااہل ثابت کریں گے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسی شخص میں ۹۹ علامتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہو۔

○ طوفانی بارش نے کراچی میں تباہی مچادی تیس سے زائد افراد ہلاک ہو گئے لاکھوں بے گھر ہوئے سینکڑوں مکان گر گئے اور ہزاروں زیر آب آ گئے۔ موسم کی خرابی اور شدید بارش کی وجہ سے اندرون ملک جانے والی ۶ پروازیں منسوخ کر دی گئیں۔ لیاری ندی اور شہر کے تمام نالوں اور پلوں پر لوگوں کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے خصوصی انتظامات کر لئے گئے۔ شہر کی تمام سڑکوں پر گھٹنوں گھٹنوں پانی کھڑا ہے۔ فوج کے غوطہ خور حرکت میں آ گئے ہیں۔ گزشتہ بارہ گھنٹے سے شہر کی بجلی معطل ہے۔

○ دریائے جہلم نے اردگرد کے علاقوں میں تباہی مچادی۔ کئی دیہات سیلاب میں گھر گئے ہیں۔ سرگودھا سے ملحقہ دیہات میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کٹاؤ کی وجہ سے متعدد دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے خوشاب سرگودھا روڈ زیر آب آ گئی ہے۔

○ کابل میں کھلی جنگ ہو رہی ہے روسی سفارت خانہ بھی لڑائی کی زد میں آ گیا ہے۔ بھاری ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں۔

○ قومی اسمبلی میں منگل کے روز ایک رکن نے ملک میں شراب نوشی پر مکمل پابندی کی قرارداد پیش کی۔ قرارداد پر تقریریں شروع ہوئیں جوں جوں ایوان کی رائے لینے کا وقت قریب آتا گیا۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے اراکین ایک ایک کر کے ایوان سے جانے لگے۔ آخر ایک رکن نے کورم کی کمی کی طرف توجہ دلائی تو سپیکر نے ۵ منٹ تک گھنٹیاں بجائیں اور جب کورم پورا نہ ہوا تو ایوان کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔

بقیہ : صے سے آگے

کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک ظفر محمود پوسٹ بکس نمبر ۸۷ مظفر گڑھ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبشر احمد ظفر وصیت نمبر ۲۶۳۴۰۔ گواہ شد نمبر ۲۔ چوہدری محمد غضنفر چٹھہ وصیت نمبر ۲۲۸۳۲۔

بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کیلئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ۔ ربوہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش اینٹینا
خریدنے کے لئے
نیو محمود ٹیلیویژن ۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون ۶۱۶۲۴
۲۲۶۵۰۸

مفید اور موثر دوائیں
نور اُبٹنہ: چہرے کے کیل چھائیوں، داغوں اور مہاسوں کو دور کر کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔
نور آملہ: سر کی خشکی دور کر کے بال نرم ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ بال گرنے بند ہو جاتے ہیں
تابانی: ہربل لوشن، چہرہ اور ہاتھوں کی خوبصورتی اور دلکشی کیلئے۔
نور منجن: دانتوں اور منہ کی یومیہ صفائی کیلئے
شفاء پائیوریا: مسوڑھوں کے خون و پیپ کو دور کرتا ہے۔
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار۔ ربوہ

پتہ